جنّت کی سیر

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

جنت کی سیر

کہانی : مصطفیٰ زمانی

نگارش : ڈاکٹر محمد نیاز

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ کراچی ۲

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

کہانی ——— مصطفی زمانی
نگارش ——— ڈاکٹر محمد نیاز
کتابت ——— اشرف راحت
تصحیح ——— شاکر علی سرور
مطبع ——— شاہین پیکجز کراچی
طبع دوم ——— ۱۹۹۰ء

اہتمام
رضا حسین رضوانی

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

جو بچے پالنے میں ہوں، لوریاں سننا پسند کرتے ہیں۔
جو بچے پالنے کی حدود سے نکل گئے ہوں، ننھی منی کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں۔ مگر لوری کیا صرف پالنے کا تحفہ ہے؟ اور کہانی کیا عمر کے کسی خاص مرحلے تک کی چیز؟ جی نہیں! انسان تو زندگی بھر لوریاں سننا اور سنانا پسند کرتا ہے اور زندگی بھر کہانیاں بھی کیونکہ ان دونوں ہی چیزوں کی پسندیدگی اس کی فطرت میں شامل ہے۔ البتہ انکی شکلیں بدل جاتی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ پوری ترقی کرکے شعر و نغمہ میں ڈھل جاتی ہے۔ اور ننھی منی کہانی پھیل کر ہمہ گیر واقعات کا روپ دھار لیتی ہیں۔

وہ ہمہ گیر واقعات فرضی بھی ہو سکتے ہیں اور حقیقی بھی۔ واقعات فرضی ہوں یا حقیقی کئی شکلوں میں لکھے جا سکتے ہیں۔ قصہ، حکایت، افسانہ، داستان، ناول، ڈرامہ!

واقعات خواہ بیانیہ اسلوب میں کیوں نہ لکھے جائیں، مکالمے ان میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اسلوب بیانیہ کہلاتا ہے مگر نقلِ واقعات میں مکالمے وہاں بھی موجود ہیں:

"اور جب کہا ابراہیمؑ نے کہ میرا رب وہ ہے جو زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے تو اس (نمرود) نے کہا کہ میں زندگی بخشتا اور موت دیتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا پھر تو میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال۔" (سورۃ بقرہ۔ آیت ۲۵۸)

Presented by Ziaraat.Com

ایسی ہی اور بھی مثالیں نقل کی جا سکتی ہیں۔

بیحد ترقی یافتہ ذہن ایک جامع کلمہ سے ایک ہزار نتائج نکال سکتا ہے۔ مگر یہ ذہن عمر پاکر حاصل ہوتا ہے۔ کثرتِ مکالمہ اور نتائج نکالنے کے لیے مشق اور مزاولت اس کی شرائط میں شامل ہیں۔ بچوں کے ترقی طلب اور ترقی پذیر ذہن سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔

بات یہ ہے کہ بچوں کی طمانیت اور تسکین کے لیے وضاحتیں اور کچھ زیادہ وضاحتیں مطلوب ہوتی ہیں۔

جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں اسی نفسیاتی حقیقت کے پیش نظر ایک خاص اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

جناب مصطفٰی زمانی صاحب کی فارسی کہانی کو ڈاکٹر محمد نیاز صاحب نے اس خوب صورتی سے اردو میں لکھا ہے کہ اس پہ اصل کا گمان ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہمیں امید ہے کہ ہمارے بچے اِس خوبصورت انداز میں لکھی ہوئی یہ اچھی اور پیاری باتیں پڑھنا پسند کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

"آپ کا نام جناب؟"

"ادریسؑ!"

"کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

"منف سے!"

"منف کہاں ہے؟"

"مصر میں!"

دادی اماں نے اتنا کہا۔ پھر خاموش ہوگئیں۔ پھر ہمیں غور سے دیکھا اور پوچھا: "جانتے ہو نادر! یہ بات چیت کن لوگوں میں ہوئی تھی؟"

میں نے کہا: "نہیں دادی اماں!"

Presented by Ziaraat.Com

انہوں نے بھائی جان سے پوچھا: "تم شاہد؟"
بھائی جان نے بھی جواب دیا: "نہیں دادی اماں!"

دادی اماں بولیں: "شاید تم یہی نہیں جانتے، ملک مصر میں منف کس جگہ کا نام تھا؟"

ہم نے کہا: "نہیں!"

دادی اماں بولیں: "اب جہاں شہر "قاہرہ" ہے نا وہیں منف تھا!"

میں نے پوچھا: "کب کی بات ہے؟"

کہنے لگیں: "بہت بہت زمانہ پہلے کی بات ہے، جب دنیا میں کوئی آدمی لکھنا پڑھنا تک نہیں جانتا تھا۔ جب لوگ کپڑا بننا بھی نہیں جانتے تھے۔ جب انسان جانوروں کی کھال پہنتا تھا یا درختوں کی چھال سے بدن کو ڈھانکتا تھا۔"

اتنا کہہ کر دادی اماں نے ایک گلوری کلّے

Presented by Ziaraat.Com

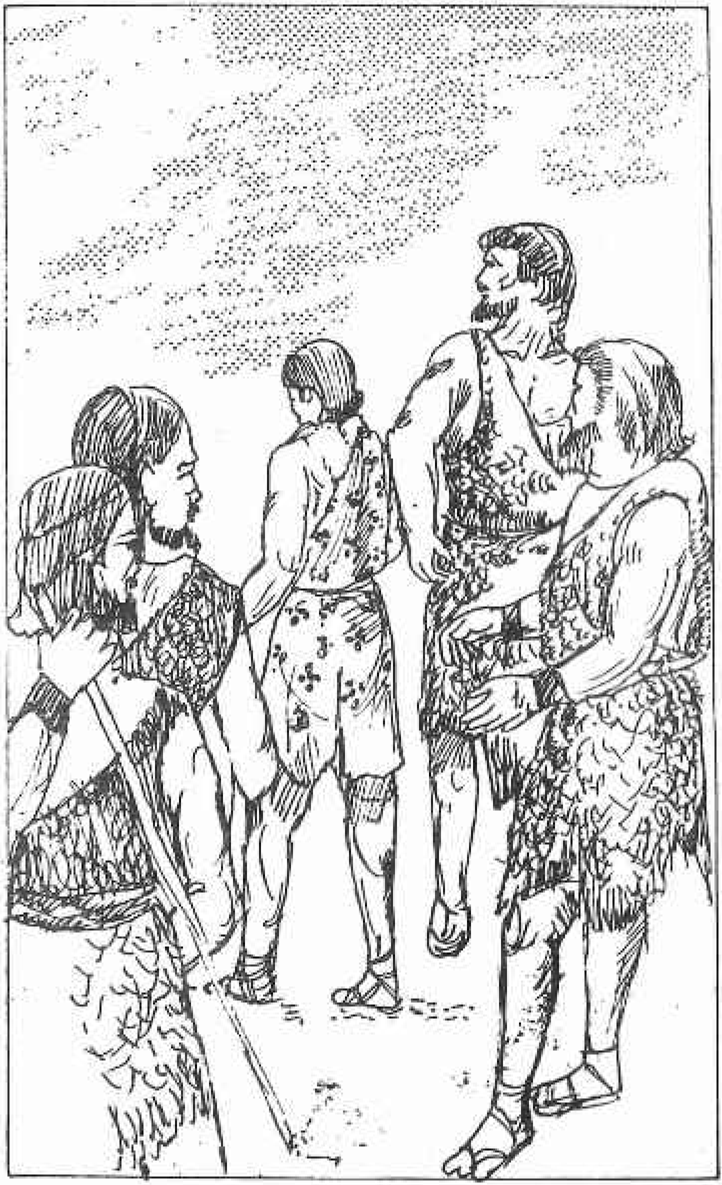

Presented by Ziaraat.Com

میں دبائی۔ پھر کہنے لگیں:

"اچھا تو ادریسؑ صاحب! آپ منف سے ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں؟"

"نہیں جناب! مصر سے عراق پہنچے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا۔"

"خوب! تو پھر عراق میں کہاں کہاں رہے؟"

"اسی شہر کوفہ میں رہا جہاں اب ہوں مگر اس کے علاوہ بھی بہت جگہیں دیکھیں۔ کیونکہ مجھے گھومنے پھرنے کا بڑا شوق ہے۔"

اتنا کہہ کر دادی اماں پھر رکیں انہوں نے پان کی پیک اگالدان میں ڈالی پھر پوچھا: "کیا اب بتا سکتے ہو؟ یہ گفتگو کن لوگوں میں ہوئی؟"

بھائی جان بولے: "میں کچھ کچھ بتا سکتا ہوں۔"

دادی اماں نے کہا: "پھر بتائیے!"

بھائی جان بولے: "شاید حضرت ادریسؑ کا قصہ ہے۔"

Presented by Ziaraat.Com

بھائی جان مسکرا کر بولے: "اول تو آپ نے شروع میں ہی ان کا نام لیا۔ دوسرے میں نے سن رکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر عراق گئے تھے۔"

دادی اماں: "ٹھیک! بالکل ٹھیک! مگر ان کے ساتھ بات چیت کرنے والے کون لوگ تھے؟"

بھائی جان: "کیا معلوم!"

دادی اماں: "یہ بات چیت کہاں ہو رہی تھی، یہ تو سمجھ گئے ہو گے؟"

بھائی جان: "جی ہاں! عراق میں۔"

میں نے کہا: "عراق کے شہر کوفہ میں۔"

دادی اماں: "کوفہ کی ایک مسجد میں جہاں لوگ نماز ادا کرتے تھے۔"

میں نے کہا: "کیا اس زمانے میں بھی لوگ نماز ادا کرتے تھے؟"

Presented by Ziaraat.Com

دادی اماں نے جواب دیا: "کیوں نہیں؟ نماز ہر زمانے میں فرض رہی ہے۔ ہر نبی نے نماز ادا کی اور اپنے ماننے والوں سے ادا کرائی ہے۔ ایسے ہی روزہ بھی ہر زمانے میں فرض رہا ہے اور ہر نبی نے روزے رکھے۔ ہر نبی کے ماننے والوں نے روزے رکھے۔ ایسے ہی اس زمانے میں بھی لوگ نماز ادا کرتے اور روزے رکھتے تھے۔ جب حضرت ادریس علیہ السلام ملک مصر کے شہر منف سے چل کر ملک عراق کے شہر کوفہ کی اس مسجد میں پہنچے تھے، جس کو اب مسجد سہلہ کہتے ہیں۔"

میں نے کہا: "اس زمانے میں اس مسجد کو کیا کہتے تھے؟"

دادی اماں بولیں: "یہ تو مجھے نہیں معلوم بلکہ یہ بھی نہیں معلوم کہ اس مسجد کو صرف مسجد ہی کہتے تھے یا اس کا اور بھی کوئی نام تھا، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس وقت اس شہر کے

Presented by Ziaraat.Com

لوگ اس مسجد یا عبادت گاہ میں جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اس دن ایک اجنبی کو اپنے درمیان دیکھ کر انھیں بڑا تعجب ہوا۔ تعجب خاص طور پر اس لیے بھی ہوا کہ تمام لوگ تو جانوروں کی کھال سے اپنے بدن ڈھانکے ہوتے تھے لیکن اجنبی کے جسم پر اور ہی قسم کی کوئی چیز تھی۔ یہ چیز دراصل وہ کپڑا تھا، جس کو اجنبی نے خود ہی تیار کیا تھا اور خود ہی کاٹ چھانٹ کر اسے لباس کی شکل دی تھی۔"

میں نے کہا: "اجنبی وہی حضرت ادریس علیہ السلام تھے؟"

دادی اماں: "ہاں! حضرت ادریس علیہ السلام جو دنیا میں کپڑا اور لباس تیار کرنے والے پہلے شخص ہوتے ہیں۔ ان سے پہلے اور کسی نے کپڑا تیار نہیں کیا اور نہ لباس تیار کیا۔ اسی لیے کوفے کی اس مسجد میں جب اللہ کے

Presented by Ziaraat.Com

بندوں نے ان کا لباس دیکھا تو انہیں بڑا تعجب ہوا۔ لوگ حضرت ادریس علیہ السلام کے قریب پہنچ کر، ان کا لباس ہاتھ میں پکڑ پکڑ کر پوچھنے لگے، "یہ کیا ہے؟"

حضرت ادریس علیہ السلام نے انہیں بتایا: "یہ لباس ہے جس کو میں نے خود ہی تیار کیا ہے۔"

لوگوں نے پوچھا: "کیا یہ لباس ہم بھی تیار کر سکتے ہیں؟"

حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا: "کیوں نہیں؟ میں آپ لوگوں کو یہ لباس تیار کرنا سکھا دوں گا۔ پھر اس بات کی محتاجی نہیں رہے گی کہ جانور کا شکار کریں، اس کی کھال اتاریں، کھال کو سکھائیں اور تب اس سے اپنے بدن کو ڈھانکیں۔"

اسی پر بس نہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے لوگ بہت جلد کھل مل گئے تو انہوں نے

Presented by Ziaraat.Com

یہ کہہ کر بھی انہیں حیرت میں ڈال دیا کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اپنی خبر یا پیغام پہنچانے کے لیے قلم سے کام لے سکتے ہیں۔

ایک نے قلم کا نام سن کر پوچھا: "قلم کیا ہے؟"

اور حضرت ادریس علیہ السلام نے وضاحت کی: "میں نے کچھ حروف ایجاد کیے ہیں جن کو ایک لکڑی میں رنگ لگا کر درخت کے پتے پر حرف لکھتا ہوں۔"

ایک نے پوچھا: "حرف کیا؟"

دوسرے نے کہا: "بھائی آپ ذرا لکھ کر بتائیں۔"

حضرت ادریس علیہ السلام نے ناریل کا ایک ٹکڑا نکالا۔ نہیں ــــ توبہ! ناریل کے چھلکے کا ٹکڑا جو پیالے کی طرح تھا۔ اس میں ایک رنگ گھولا جو وہ ملک مصر سے لائے تھے۔ درخت کے ایک بڑے پتے کو لیا۔ یہ پتہ بھی وہ ملک مصر سے لائے

Presented by Ziaraat.Com

تھے۔ انہوں نے ایک لکڑی لی۔ اس لکڑی کے سرے کو رنگ میں ڈبویا اور پتے پر اپنا نام لکھ کر بتایا۔ مگر لکھنا پڑھنا تو ہمارے زمانے میں بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس زمانے میں اس مسجد کے نمازیوں کی سمجھ میں کیا آتا؟ پھر بھی حضرت ادریس علیہ السلام نے انہیں یہ بتانے کی کوشش کی کہ یہ حرف الف ہے، یہ حرف دال ہے یہ حرف رار ہے وغیرہ۔ پھر اس طرح ان حرفوں کو ملاکر لکھنے سے یہ نام بن جاتا ہے۔ انہوں نے مٹی کے چھوٹے چھوٹے حروف بھی بنائے۔ ان حروف کو آگ میں پکایا۔ یہ حرفوں کے ماڈل تھے۔ کچھ تو ان ماڈلوں کے ذریعے اور کچھ تحریر کے ذریعے انہوں نے خلقِ خدا کو تعلیم دینے کی کوشش بھی کی۔

ملک مصر میں بھی ان کے کچھ شاگرد ہو گئے تھے اور جب وہ ملک عراق میں آکر

Presented by Ziaraat.Com

رہے تو یہاں بھی ان کے کچھ شاگرد ہو گئے۔ اس طرح قلم کے ذریعے تعلیم کی ابتدا، حضرت ادریس علیہ السلام کے ذریعے ہوئی اور ایک اور بھی علم ہے جس کی ابتدا حضرت ادریسؑ نے کی۔

میں نے کہا: "وہ کون سا علم ہے؟"

دادی اماں نے بتایا: "وہ علم ستاروں کا ہے۔ جس طرح چاند سورج اور ستارے ہمارے زمانے میں ہیں، اسی طرح ہر زمانے میں رہے ہیں۔ لیکن حضرت ادریس علیہ السلام سے پہلے ان پر کسی نے غور نہیں کیا تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام پہلے آدمی ہیں جنہوں نے ستاروں کے نام رکھے۔ ان کی چالیں معلوم کیں۔ ان کے ظاہر اور غائب ہونے کے اوقات کا پتا چلایا اور اس طرح وہ دنیا کے سب سے پہلے ستارہ شناس بھی ہوئے ہیں۔ تم انہیں دنیا کا سب سے

Presented by Ziaraat.Com

پہلا ماہر فلکیات بھی کہہ سکتے ہو۔ حضرت ادریس علیہ السلام اتنے کمالات رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بہت شکر گزار اور بے حد متقی انسان تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور نعمت بخش دی جو دنیا میں سب نعمتوں پر فوقیت رکھتی ہے۔"

میں نے کہا: "وہ کون سی نعمت؟"

دادی اماں بولیں: "یہ وہ نعمت ہے جو اپنے چاہنے سے نہیں ملتی۔ اپنی کوشش سے ہاتھ نہیں آتی بلکہ اس کو حاصل ہوتی ہے جس کو خدا خود چاہے۔"

بھائی جان بولے: "یہ تو نبوت ہے!"

دادی اماں بولیں: "ماشاء اللہ! تم بہت سمجھ دار ہو چاندا! تم نے بالکل صحیح سمجھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہوئے ہیں۔ آپ کے بعد تو نبوت کا سلسلہ ہی ختم ہو چکا ہے۔ مگر آپ سے

Presented by Ziaraat.Com

پہلے جتنے بھی نبی ہوئے اپنی کوشش سے نبی نہیں ہوئے۔ بس اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا نبی بنایا۔ پھر بھی انبیاء علیہم السلام جتنے بھی ہوئے سب کے سب بڑے نیک، بڑے متقی اور دنیا کے انسانوں سے بڑی محبت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے انہیں نبی بنایا۔

میں نے کہا: "انبیاء علیہم السلام اگر دنیا کے لوگوں سے بڑی محبت کرنے والے ہوئے ہیں تو انھوں نے انسانوں سے لڑائیاں بھی تو کی ہیں؟"

دادی اماں نے بھائی جان سے پوچھا: "کیوں شاہد؟ تم نادر کے اس سوال کا جواب دے سکتے ہو؟"

بھائی جان بولے: "جی دادی اماں! بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے لوگوں سے لڑائیاں نہیں کیں بلکہ لوگوں نے انبیاء علیہم السلام

Presented by Ziaraat.Com

سے لڑائیاں کی ہیں۔"

دادی اماں بولیں: "شاباش بیٹا!"

پھر دادی اماں نے کہا: "بات دراصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام لوگوں کو غلط راہ چلنے سے منع کرتے رہے۔ لوگ صحیح راہ اختیار کرنے سے کتراتے رہے۔ انبیاء علیہم السلام نے اس حد تک تشدد کا کوئی راستہ اختیار نہیں کیا۔ مگر جب لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو ان کے مشن اور مقصد سے روکنے کے لیے طاقت کا استعمال شروع کیا۔ ان کو تکلیفیں دینا شروع کیں اور ان کے ساتھ ہر طرح کی بدتمیزی کا سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر عذاب نازل کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم واحد نبی ہیں جن کو تلوار اٹھانے کا حکم دیا۔ اس میں یہ کہنا درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام نے لوگوں سے جنگیں لڑیں یا لڑائیاں کیں۔ بلکہ حقیقت یہی

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ لوگوں نے انبیاء علیہم السلام سے لڑائیاں لڑیں اور اپنے کیے کی سزا پائی۔

میں نے کہا: "کیا کسی نے حضرت ادریسؑ کے ساتھ بھی بدتمیزی کی؟"

دادی اماں بولیں: "یہ تو انسانوں کی روایت رہی ہے۔ بھلا حضرت ادریس علیہم السلام کو لوگ کیوں معاف کر دیتے؟"

میں نے پوچھا: "ان کے ساتھ کس نے کون سی بدتمیزی کی؟"

دادی اماں بولیں: "ایک لالچی اور ظالم حاکم نے! ہوا یوں کہ یہ حاکم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ سے گزر رہا تھا۔ وہاں اس نے ایک خوبصورت باغ دیکھا۔ باغ دیکھ کر اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا۔ اس نے سوچا، کیوں نہ اس باغ کو اس کے مالک سے لے کر اپنی جائیداد میں شامل کرلیا جائے! چنانچہ اس نے باغ کے مالک کو بلوا بھیجا۔

Presented by Ziaraat.Com

جب باغ کا مالک اس کے پاس پہنچا تو اس نے اپنی خواہش اس کے سامنے رکھی:

"تم یہ باغ میرے ہاتھ بیچ دو۔"

باغ کا مالک بولا: "جناب! مجھے اس باغ کی آپ سے زیادہ ضرورت ہے۔"

حاکم بولا: "منہ مانگی قیمت دوں گا۔ باغ کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو!"

باغ کا مالک بولا: "مجھے آپ کی قیمت نہیں چاہیے۔ اول تو باغ میری روزی کا ذریعہ ہے، دوسرے میرے بال بچوں کی سیر و تفریح کی جگہ ہے۔ میں یہ باغ کسی قیمت پر نہیں بیچ سکتا۔"

لالچی حاکم کو جب اس باغ کے حاصل ہونے کی کوئی امید نہیں رہی تو اس نے باغ کے مالک کو جانے دیا۔ مگر اپنی بیوی کے پاس جاکر سارا واقعہ اسے کہہ سنایا:

"احمق آدمی باغ کسی قیمت پر دینے کو

Presented by Ziaraat.Com

راضی نہیں ہے۔ اگر وہ خوب صورت باغ مجھے مل جاتا تو ہم تم اس باغ کی سیر کیا کرتے۔"

بیوی بولی: "احمق آدمی کو قتل کرا دو۔"

حاکم نے کہا: "مجھے ڈر ہے کہ جو لوگ اس کے دوست اور حامی ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور مجھ سے اس قتل کا بدلہ لیں گے۔"

بیوی بولی: "اس احمق کے پاس لے دے کے ایک باغ ہے اور چند رشتے دار ہیں۔ جب کہ تم حاکم ہو۔ تمہارے پاس قوت ہے۔ تمہارے پاس دولت ہے۔ تھوڑی سی دولت چند آدمیوں کو دے دو۔ وہ لوگ پروپیگنڈہ کریں کہ باغ کا مالک حاکم کا سخت مخالف ہے۔ اس کا قتل کیا جانا ضروری ہے اور جو شخص اس کی حمایت کرے گا اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔"

حاکم بولا: "یہ کام بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔"

Presented by Ziaraat.Com

بیوی بولی: "اگر تم نے وہ باغ حاصل نہیں کیا تو دنیا تمہارا مذاق اڑائے گی کہ اچھے حاکم ہو! ایک باغ نہ خرید سکے!"

حاکم اپنی بیوی کے بھرّے میں آ گیا۔ اس نے واقعی کئی آدمی ڈھونڈ لیے۔ انھیں خوب کھلایا پلایا۔ انہیں دولت دی۔ پھر انھیں اس کام پر لگا دیا کہ وہ یہ پروپگنڈہ کریں: باغ کا مالک حاکم کا بڑا دشمن ہے۔ اب حاکم کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ باغ کے مالک کو قتل کر دے۔ بیوی کی یہ بتائی ہوئی اسکیم کامیاب رہی۔ حاکم نے باغ کے مالک کو قتل کر کے اس کے باغ پر قبضہ کر لیا۔ باغ کا مالک بے گناہ مارا گیا۔ اس کے بیوی بچے باغ سے بھی محروم ہوئے اور گھر کے مالک سے بھی۔

لوگوں کو اس حقیقت کا پتا ہو یا نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم تھا۔ اس نے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت جبرئیلؑ کو حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ حضرت جبرئیلؑ نے انھیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا:

"اے ادریسؑ! باغ کے مالک کو قتل کرکے اس کی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دینے والے ظالم سے کہہ دو: میں قادر و توانا خدا ہوں اور تجھ سے بہت جلد حکومت، قوت اور دولت واپس لے کر تیری زندگی کو ویران کر دوں گا۔ یہ سلوک تو تیرے ساتھ اس دنیا میں ہو گا۔ مرنے کے بعد قیامت کے روز تیرا انجام اس سے بھی زیادہ برا ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سن کر حضرت ادریس علیہ السلام ظالم حاکم کے گھر پہنچ گئے۔

میں نے کہا: دادی اماں! حضرت ادریسؑ اس ظالم کے گھر کیسے پہنچ گئے؟"

دادی اماں بولیں: "کیوں؟ اللہ کا حکم

Presented by Ziaraat.Com

ے کر کیوں نہ جاتے؟"

میں نے کہا: "وہ تو بڑا ظالم تھا!"

دادی اماں نے کہا: "اچھا اچھا! میں سمجھ گئی تمہارا سوال! بات یہ ہے بیٹے! کہ انبیاء علیہم السلام صرف خدا سے ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے۔ اسی لیے حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کا حکم پاتے ہی حاکم کے دروازے پر پہنچ گئے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حاکم کا ایک وحشی سا ملازم دروازے پر آیا اور بولا: کون ہے؟"

حضرت ادریس علیہ السلام نے جواب دیا: میں ادریسؑ ہوں! اللہ کا نبی! اس گھر کے مالک کے لیے اللہ کا پیغام لایا ہوں"

وحشی ملازم بولا: "اللہ کون ہے؟ نبی کیا ہوتا ہے؟"

حضرت ادریس علیہ السلام نے جواب دیا: "بھائی! میں اس گھر کے مالک سے بات کرنا

Presented by Ziaraat.Com

چاہتا ہوں۔ اگر تم ملاقات کرادوگے تو بہتر ورنہ میں چلا جاؤں گا۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ تمہیں جلد ہی پتا چل جائے گا کہ اللہ کون ہوتا ہے اور اللہ کا نبی کیا ہوتا ہے؟"

یہ سن کر وحشی ملازم حضرت ادریسؑ کو گھر کے اندر لے گیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے ظالم حاکم کو مخاطب کرکے کہا: "میں اللہ کا نبی ہوں۔ میرا نام ادریسؑ ہے۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس گھر کے مالک کو اللہ کا حکم سنا دوں کہ تو نے ایک بے گناہ کو قتل کیا ہے۔ اس کے باغ پر ناحق قبضہ کیا ہے۔ اس کے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ بنایا ہے۔ خبردار ہوجا کہ تیری حکومت اور دولت چھن جائے گی اور تو تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ تجھے قیامت کے روز جہنم کا عذاب بھی سہنا ہوگا جو دنیا کی ہر تکلیف سے زیادہ سخت ہوگا۔"

Presented by Ziaraat.Com

سچ کڑوا ہوتا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے جو پیغام سنایا وہ سچ تھا اس لیے کڑوا تھا۔ یہ پیغام سن کر ظالم حاکم ایک بار پھر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

اس نے بیوی سے کہا: "آج ادریسؑ میرے پاس آیا اور اس نے سب لوگوں کے سامنے میری بڑی بے عزتی کی۔"

بیوی نے پوچھا: "وہ کیا بولا؟"

حاکم نے بتایا: "ادریسؑ نے دعویٰ کیا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ یہ دعویٰ تو اس نے بہت پہلے کر رکھا ہے۔ لوگ اس کو اللہ کا نبی مانتے بھی ہیں۔ مگر اس نے خاص طور پہ جو دھمکی دی وہ یہ ہے کہ میری حکومت چھن جائے گی۔ دولت واپس لے لی جائے گی۔ میں دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گا اور قیامت کے روز جہنم میں ڈالا جاؤں گا۔"

بیوی نے پوچھا: "آخر کیوں؟"

Presented by Ziaraat.Com

شوہر بولا: "اس لیے کہ میں نے باغ کے مالک کو بے جرم و خطا قتل کیا اور ناحق اس کے باغ پہ قبضہ کیا ہے۔"

بیوی نے یہ سب سن کر فوراً جواب دیا: "اس مسئلے کا حل بھی وہی ہے!"

شوہر بولا: "وہی کیا؟"

بیوی نے جواب دیا: "اوریس کو بھی قتل کرا دو۔"

شوہر نے جواب دیا: "اگر میں اسے قتل کرا دوں تو اس کے ماننے والے لوگ میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

بیوی نے کہا: "تم باغ والے کو قتل کراتے ہوئے بھی اسی طرح ڈر رہے تھے اور اوریسؑ کو قتل کراتے ہوئے بھی ڈر رہے ہو۔ حاکم ہوکر اتنے ڈرپوک کیوں ہو؟ اگر تم اسے قتل نہیں کراتے تب بھی تو لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہی ہوکر رہو گے۔ کیونکہ وہ تمہارے خلاف

Presented by Ziaraat.Com

پروپیگنڈہ سے باز نہیں آئے گا۔"

حاکم ایک بار پھر اپنی بیوی کی باتوں میں آگیا۔ اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو قتل کرا دے گا۔ مگر اِدھر اس کی یہ اسکیم تھی، اُدھر اللہ تعالیٰ کی دوسری ہی مرضی تھی۔ ہوا یوں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے ایک ہمدرد نے اس ظالم کے ارادے سے آپ کو آگاہ کر دیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: "اے پروردگار! میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی۔ مگر ظالم حاکم تیرا پیغام سن کر ڈرنے کی بجائے میری جان کا دشمن ہو گیا۔ اب مجھے تیرے حکم کا انتظار ہے۔"

حضرت جبرئیلؑ ایک بار پھر تشریف لائے اور انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ کا یہ پیغام سنایا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو لے کر اس شہر سے "نکل جائیں۔"

Presented by Ziaraat.Com

خدا کا حکم پاکر حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو لیا اور شہر سے نکل گئے۔ ان کے کچھ ساتھی آگے چل کر جنگلوں، پہاڑوں میں چلے گئے اور کچھ نے دوسرے شہروں کی راہ لی۔ خود حضرت ادریس علیہ السلام نے ایک پہاڑی پر ڈیرہ ڈال دیا۔

اس پہاڑی پر اللہ تعالیٰ نے ایک طرف حضرت ادریس علیہ السلام کے لیے فرشتے کے ذریعے کھانا، پانی بھیجنا شروع کیا، دوسری طرف شہر میں خطرناک قحط کے آثار شروع ہو گئے۔ یہ آثار بڑھتے چلے گئے اور پورے بیس برس تک شہر پر قحط کا عذاب مسلط رہا۔ بہت سے لوگ بھوک سے مر گئے۔ جو باقی رہے وہ ....

میں نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا: "دادی اماں! قاتل تو ایک تھا۔ پھر سب لوگ قحط کی لپیٹ میں کیوں آئے؟"

دادی اماں نے جواب دیا: "کچھ ایسی بات

Presented by Ziaraat.Com

نہیں کہ لوگوں کو اس بات کا پتا نہیں تھا کہ حاکم نے باغ کے مالک کو کیوں قتل کیا ہے۔ مگر لوگ اللہ سے ڈرنے کی بجائے حاکم سے ڈر گئے۔ اسی لیے حاکم کے اس ظلم پر سبھوں نے چپ سادھ لی اور کسی نے اسے نہیں ٹوکا، یہ سزا اسی کا بدلہ تھی۔ پھر پورے بیس برس کے قحط کے ستائے ہوئے ننگے بھوکے لوگوں کو ہوش آیا کہ ادریسؑ نام کا ایک شخص تھا جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں چلا گیا۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ اس نے حاکم کو اللہ کا پیغام بھی سنایا تھا۔ حاکم اس کے قتل کے پیچھے پڑا تھا۔ یقیناً یہ ساری مصیبت اس کے ساتھ حاکم کی اسی بدسلوکی کا نتیجہ ہے۔

اکثر لوگ اللہ سے دعا کرنے لگے:

"اے پروردگار! ہم نے اپنے عمل سے تیرے نبی کو اور تجھ کو ناراض کر دیا۔ مگر

Presented by Ziaraat.Com

اب ہم توبہ کرتے ہیں۔ اے اللہ! تیرے نبی نے کہا تھا کہ تو اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ اے مالک! اب ہم تیری ہی بندگی کریں گے، ہمارے لیے پانی برسا کر ہمیں بھوک سے نجات دے۔"

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر ترس کھایا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا۔ حضرت جبرئیلؑ نے انہیں اللہ کا یہ پیغام سنایا: اے ادریسؑ! اب شہر میں جاؤ کیونکہ لوگ اپنی کوتاہی کا اقرار کرنے لگے ہیں۔"

حضرت ادریس علیہ السلام دوبارہ شہر میں تشریف لے گئے اور وہی حاکمِ شہر جس نے آپ کو قتل کرانے کی اسکیم بنائی تھی اوروں کے ساتھ خود بھی ننگے پاؤں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ اپنے گناہ کا اقرار کرے توبہ کرے اور بارش کے لیے دعا کرائے۔

آخر کار حضرت ادریس علیہ السلام نے دعا کی:

Presented by Ziaraat.Com

"اے پروردگار! اپنی رحمت سے بارش کا سامان کر دے۔ کیونکہ اب تو یہ ظالم حاکم بھی اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور تیری طرف متوجہ ہے۔"

حضرت ادریس علیہ السلام کی دعا کے بعد بارش ہوئی اور جلد ہی حالات بدل گئے۔ شہر کی قحط سالی دُور ہوئی اور لوگ ایک بار پھر ہنسی خوشی رہنے لگے۔

اتنا کہہ کر دادی اماں خاموش ہو گئیں تو میں نے پوچھا: "دادی اماں قصہ ختم؟"

انھوں نے پان کی ننھی گلوری منہ میں رکھتے ہوئے جواب دیا: "تم چاہو تو ختم!"

میں نے کہا: "نہیں! میرا مطلب یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں سارا قصہ ختم ہو گیا؟"

دادی اماں بولیں: "بیٹے! ان کی زندگی کی کچھ باتیں میں نے چھوڑ دی ہیں کیونکہ میرے

Presented by Ziaraat.Com

پاس وقت کی کمی ہے۔ آگے بھی جو کچھ بتاؤں گی مختصر ہی بتاؤں گی اور بتانا کیا ہے؟ بس ایک دلچسپ واقعہ اور سن لو:

"کہا جاتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام...."

بھائی جان نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا: "کیا مطلب؟ کہا جاتا ہے، کیا مطلب؟

دادی اماں بولیں: "تم خود کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

بھائی جان نے کہا: "کہا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے؟"

دادی اماں: "نہیں نہیں! قرآن میں تو حضرت ادریس علیہ السلام کا بس ذکر ہی ہے۔ باقی جو کچھ میں نے بیان کیا، یہ سب قرآن میں نہیں ہے اور جو کچھ آگے کہوں گی وہ بھی بس کہا جاتا ہے۔ یعنی تم اسے تاریخ سمجھو جو لوگوں نے بیان کی ہے۔"

میں نے کہا: "ہاں تو وہ دلچسپ واقعہ کیا ہے؟"

Presented by Ziaraat.Com

دادی اماں بولیں: "وہ دلچسپ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو حضرت عزرائیلؑ سے دوستی کا خیال پیدا ہوا۔"

میں نے کہا: "وہی عزرائیلؑ جو لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں!"

دادی اماں: "ہاں وہی عزرائیل! دوسری طرف خود حضرت عزرائیلؑ آپ کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب حضرت ادریس علیہ السلام مہمان کو گھر میں لائے تو پتا چلا مہمان وہی ہیں جن سے دوستی کا ارادہ کیا گیا تھا۔ پھر بھی خود مہمان سے انہوں نے پوچھا کہ کس غرض سے تشریف لائے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ بھی حضرت ادریس علیہ السلام سے دوستی کا ارادہ لے کر پہنچے ہیں۔

اس دوستی کے بعد ایک دن حضرت ادریسؑ نے حضرت عزرائیلؑ سے یہ فرمائش کی کہ وہ انہیں آسمانوں کی سیر کرائیں۔ حضرت عزرائیلؑ انہیں

Presented by Ziaraat.Com

لے کر آسمانوں کی سیر کو اڑے۔ اسی سیر کے دوران حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا: پیارے دوست! میری تین خواہشیں پوری کردو۔

۱۔ میری روح ایک ساعت کے لیے قبض کرو اور پھر بدن میں لوٹا دو، تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ موت کا مزہ کیا ہے؟"

۲۔ مجھے دوزخ میں لے چلو تاکہ میں دیکھ سکوں وہاں کیا ہوتا ہے؟

۳۔ مجھے جنت میں داخل کردو تاکہ میں دیکھ سکوں وہ کیسی ہے؟"

حضرت عزرائیل نے بارگاہِ خداوندی میں حضرت ادریس علیہ السلام کی یہ تینوں فرمائشیں پیش کردیں۔ وہاں سے منظوری کے بعد آپ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کی۔ بعد ایک ساعت کے روح پھر بدن میں لوٹا دی۔ اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کو دوزخ کی سیر کو لے گئے۔ دوزخ کی سیر کے بعد وہ

Presented by Ziaraat.Com

انہیں جنت کے دروازے پر لے گئے۔ حضرت ادریسؑ جنت میں چلے گئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوکر وہاں گھومنے پھرنے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت عزرائیلؑ نے دیکھا کہ بہت دیر ہوگئی ہے تو آپ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو آواز دی: "بھائی! بہت دیر ہوگئی ہے۔ اب واپس چلے آئیے!"

حضرت ادریس علیہ السلام نے جنت میں سے ہی جواب دیا: "بھائی! کوئی شخص جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ موت کا مزہ نہ چکھ لے اور دوبارہ زندہ نہ کیا جائے۔ میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اور دوبارہ زندہ بھی کیا جا چکا ہوں۔ اب میں جنت میں آگیا ہوں تو یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔ تم میری یہ بات اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کردو۔"

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عزرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا: "بار الٰہا! میں نے ادریسؑ کی روح آپ کے حکم سے قبض کی اور آپ ہی کے حکم سے واپس لوٹائی۔ میں ادریسؑ کو آپ کی اجازت سے دوزخ میں لے گیا اور آپ کی اجازت سے ہی انہیں واپس لایا۔ میں جنت میں بھی انہیں آپ ہی کی اجازت سے لے گیا اور اب جو وہ واپس نہیں آتے تو میں بے بس ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے عزرائیلؑ! کوئی مضائقہ نہیں تو میرے اس نیک اور صالح بندے کو اب جنت ہی میں رہنے دے تاکہ وہ دنیا میں دوبارہ جا کر کسی رنج میں مبتلا نہ ہو۔"

اس طرح حضرتِ ادریس علیہ السلام جو دنیا میں سب سے پہلے آسمانوں کی سیاحت کو گئے سب سے پہلے جنت میں بھی داخل ہوئے۔

پیارے بچو! تاریخ کا بیان یہاں آ کر ختم ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

دلچسپ اور معلوماتی کہانیاں

بچوں کا اسلامی ادب

- آدمؑ اور حوّاؑ
- قتل کا موجد
- جنّت کی سیر
- عجیب اونٹنی
- عمر دراز کیوں؟
- ہودؑ و عاد
- ملکۂ سبا
- بہشتی مینڈھا
- آگ بنی گلشن
- لقمان حکیم

قیمت ۷/ روپے

Presented by Ziaraat.Com